دینی مدارس اور پاکستان

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے مملکتِ خداداد پاکستان مسلمانوں کو عطا فرمائی، تاکہ اسلام کے صحیح تقاضے بروئے کار آسکیں، عوام نے دل وجان سے اسی مقصد کے لیے کوششیں کیں، ہر قسم کی قربانیاں دیں، دعائیں کیں، خواص نے بار بار اعلان کیا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی دینی آزادی کا مستقبل تاریک ہے اور نہ یہاں یہ امکان ہے کہ اقتصادی ومعاشی سکون وراحت نصیب ہوسکے۔ غرض ''اسلام وکفر'' دو نظریوں کے ماتحت یہ مملکت وجود میں آئی اور کروڑوں مسلمانوں نے ہندوستان سے ہجرت کر کے اس مملکت کو آباد کیا۔ بلاشبہ مسلمانوں نے ابتداء میں بہت کچھ ایثار سے کام لیا، اپنی تجارتیں اور انڈسٹریز اور دیگر ذرائع معیشت، اسباب راحت وسکون کو خیر باد کہا، اپنی عبادت گاہیں، مسجدیں اور دینی درس گاہیں چھوڑیں، علمی ادارے چھوڑے، نشر واشاعت کے مراکز کو الوداع کہا۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے ترکِ وطن کرنے والوں پر احسان فرمایا، ان کو وہاں سے بہتر مکانات اور کارخانے عطا فرمائے، ان کے اربابِ خیر وصلاح نے مسجدیں بنوائیں، تاکہ عوام ان کو آباد کریں، علماءِ امت کو توفیق عطا فرمائی کہ ہندوستان میں چھوڑی ہوئی دینی درس گاہوں کے بجائے یہاں متبادل دینی وعلمی مراکز، بڑے بڑے دار العلوم وجامعات اور تعلیم القرآن کے مدارس جاری کیے گئے، تشنگانِ دین کے لئے دینی مراکز قائم کئے، مشتاقانِ علم نبوت کے لئے علمی چشمے جاری ہوئے، کتب خانے اور مطابع قائم کئے، علمی ودینی کتابوں کے انبار لگ گئے، علوم ومعارف کے ذخائر تیار ہوگئے، الغرض سندھ کے صحراؤں میں علم ومعرفت کے چشمے پھوٹ پڑے۔ پنجاب کی وادیوں میں علم ودین کی بہار آگئی، یہ سب کچھ ان غریب مسلمانوں نے کیا جو اپنا مال ومتاع لٹا کر یہاں آئے تھے۔ اگر بمبئی، کاٹھیاواڑ اور گجرات وبرما کے مسلمان تاجر یہاں نہ پہنچتے تو یہ کارخانے انڈسٹریاں نظر نہ آتیں اور اگر اربابِ علم ودیندار اصحاب ثروت کا طبقہ یہاں نہ پہنچتا تو یہ مدارس ومساجد ومعاہد یہاں نہ ہوتے، ان دیندار اور ارباب خیر مسلمانوں کی وجہ سے آج کراچی میں دو ہزار مسجدیں جدید تعمیر ہوئیں، ان میں ایسی مساجد بھی ہیں جن پر

دس دس لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ اگر یہ اہلِ علم نہ ہوتے تو اس مغربی پاکستان میں چھوٹے بڑے ایک ہزار مدرسے نہ ہوتے، بلاشبہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی یہی دینی مدارس وتعلیم گاہیں ہیں، پاکستان کی روح یہی مسجدیں اور دینی ادارے ہیں۔ اگر آج مسلمانانِ پاکستان کی توجہات وکوششیں نہ ہوتیں تو دین کا وہی حشر ہوتا جو اسپین میں ہوا۔

دینی مدارس کو حکومت کی تحویل میں لینے کا منصوبہ

خدارا بتلایئے کہ! کراچی جیسے عظیم شہر میں کتنی مسجدیں اربابِ حکومت نے بنائیں، کتنی دینی درس گاہیں ہیں جن کو حکومت نے تعمیر کرایا، نہ صرف دینی درس گاہیں بلکہ دنیوی تعلیم گاہیں بھی مسلمانوں کی کوششوں کی رہینِ منت ہیں۔ حکومت کے قائم کردہ اسکول ومکاتب مسلمان بچوں کی تربیت کے لئے کافی ہوسکتے تھے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان کی دنیوی حیات جس طرح مسلمان اربابِ تجارت کی سعیِ بلیغ کا ثمرہ ہے، ٹھیک اسی طرح پاکستان کا دینی وعلمی نظام اربابِ دین اور اربابِ فکر کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اگر حکومتِ پاکستان کا میزانیہ ان کارخانے والوں کا مرہونِ منت ہے جو ان کے ٹیکسوں کے ذریعہ پورا ہوتا ہے تو ٹھیک اسی طرح پاکستان کا دینی وعلمی وقار ان علماء امت کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جو بوریوں پر بیٹھ کر معمولی مشاہروں قوت لایموت پر گزارہ کرکے اس نظامِ دین کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

یہ ممکن ہے کہ ان اربابِ علم میں کچھ لوگ ایسے شامل ہوگئے ہوں جن کے مقاصد بلند نہ ہوں، اخلاص میں کمی ہو، دنیاوی اغراض ان کا مطمحِ نظر ہوں، لیکن ان کی وجہ سے اس پورے علمی ودینی نظام کو یکسر ختم کرنے کی تدبیر کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اس میں شک نہیں کہ اس قماش کے لوگ آخرت کے ثواب سے محروم اور دنیاوی اعزاز واحترام سے تہی دامان ہوں گے اور ان کے لیے یہی سزا کافی ہے، لیکن ان کے ادارے بھی خالی از نفع نہیں ہیں، اگر چند کارخانے دار رشوت دے دے کر صنعت کے نظام میں فساد پیدا کردیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سارا صنعت وحرفت کا نظام ناقص اور بے سود ہے۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جن اسکولوں، کالجوں اور علمی اداروں کو حکومت نے قومیا کر اپنی تحویل میں لے لیا ہے، ان کا کیا حشر ہوا؟ کیا وہ سابقہ معیار قائم رہ سکا؟ جن کارخانوں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لیا، کیا ان کی آمدنی اور پیداوار کا توازن قائم رہ سکا؟ نتیجہ یہ ہوا کہ پیداوار میں خسارہ رہا اور حکومت مجبور ہوگئی ہے کہ نئے ٹیکس لگا کر اپنے میزانیہ کو پورا کرنے کی تدبیر کرے، إنا للّٰہ۔

کبھی کبھی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ دینی مدارس حکومت اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے، کیا حکومت کو اپنے سابقہ تجربات سے یہ عبرت انگیز نصیحت نہیں ملی کہ ''ان بوریہ نشینوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دو اور ان کو نہ چھیڑو'' ورنہ اس کے نتائج جہاں پاکستان کے حق میں تباہ کن ہوں گے، وہاں حکمرانوں کے حق میں بھی نہایت ہی مضر ثابت ہوں گے۔ فواحش ومنکرات کے روز افزوں تباہ کن سیلاب کے راستہ میں اگر

کچھ روڑے ہیں تو یہی ٹوٹے پھوٹے مدرسے ہیں، جن کے ذریعہ ملک کے اندرو باہر دینی وقار قائم ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بوریہ نشین جن کی زندگیاں اسی خدمت کے لئے وقف ہیں، وہ ان دینی درس گاہوں کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

حال ہی میں ملتان میں دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث ہر مکتبِ فکر کے اربابِ مدارس اہلِ علم کا عظیم اجتماع ہوا اور سب ہی نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ ان دینی مدارس کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی، اور اگر خدانخواستہ اربابِ حکومت نے ناعاقبت اندیشانہ قدم اٹھایا تو اس کی مزاحمت کی جائے گی۔ اگرچہ ہمیں اطمینان ہے کہ حکومت اپنی سیاسی بصیرت کے پیشِ نظر ایسا اقدام ہرگز نہ کرے گی، متفقہ قرارداد کا متن حسبِ ذیل ہے:

''یہ اجلاس پورے وثوق کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اس غیر اسلامی اور غیر جمہوری اقدام کے اصل محرک سوشلسٹ عناصر ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کو اپنی تحویل میں لے کر دینی اقدار اور اسلامی روایات کو ختم کیا جائے، اگر خدانخواستہ ایسا قدم اٹھایا گیا تو ملتِ اسلامیہ کسی صورت میں اسے کامیاب نہیں ہونے دے گی اور دینی مدارس کے تقدس، آزادی، وقار اور شاندار روایات کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ ملک کے تمام دینی اداروں کا یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اگر اس کا ایسا ارادہ ہے تو اُسے یکسر ترک کردیا جائے اور بلاوجہ فضا کو مکدر نہ کیا جائے، ورنہ اس کے نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ اس اہم ترین دینی مسئلہ کے بارے میں حکومت کے عزائم کو معلوم کرنے اور اسی مرحلہ پر اس اجتماع کے فیصلہ، جذبات واحساسات اربابِ اقتدار تک پہنچانے کے لئے ایک نمائندہ وفد اربابِ حکومت سے ملاقات کرے گا، دینی مدارس کے تقدس اور آزادی کی حفاظت کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا''۔

پاکستان میں دین واسلام کی بقاء دینی مدارس کی مرہونِ منت ہے

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور اسلام پر اس کو باقی رکھنا ہے اور حقیقت میں اس کا وجود بھی اسلام سے وابستہ ہے تو مدارس کا یہ دینی نظام اور یہ علمی ادارے اسی طرح باقی رکھنے ہوں گے۔ اس سے پیشتر دینی علوم کا یہ نظام اگر بے دین اور اسلام دشمن حکمرانوں کے ہاتھوں میں چلا جاتا تو اسلام اس ملک سے کبھی کا رخصت ہو جاتا۔ ملک کے دینی مدارس اور علما ان بے دین حکمرانوں کے عزائم کے سامنے ڈٹ گئے اور ملک کی دینی حیثیت قدرے باقی رہ گئی۔ سکندر مرزا، غلام محمد، ایوب خان نے پاکستان کا دینی حلیہ بگاڑنے کی کچھ کم کوشش نہیں کی؟ لیکن ان کا حشر کیا ہوا؟ سب کو معلوم ہے، ان لوگوں نے ہر لادینی تحریک کی حوصلہ افزائی کی اور

ہر دینی تحریک کے کچلنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ان ہی منحوس وملعون کوششوں کا نتیجہ ہے کہ کراچی میں سالِ نو کے افتتاح کے موقع پر دو کروڑ کی شراب پی گئی، کلبوں کے اندر عریاں ناچ کیا گیا اور وہ وہ حرکتیں کی گئیں کہ انسانیت وحیا کا جنازہ اس ملک سے نکل گیا۔ کیا پاکستان اس کے لئے بنا تھا؟ اگر اس ملک میں ''قال اللہ وقال الرسول'' کی یہ صدائیں بلند نہ ہوتیں جن سے کچھ نیکی اور بدی کا توازن قائم ہے تو یہ ملک کبھی کا پیوندِ زمین ہو گیا ہوتا۔

مسلمان قوم پر من حیث العموم کافرانہ زندگی اور خدا فراموش ماحول کبھی راس نہیں آیا اور اس کا انجام تباہی وبربادی کے سوا کبھی کچھ نہیں ہوا۔ صرف وزارتِ امورِ مذہبی اور وزارتِ حج واوقاف قائم کرنے سے یہ مملکت صحیح معنوں میں اسلامی مملکت نہیں بن سکتی، جب تک کہ اول سے آخر تک تمام نظام اسلامی نہ ہو اور حق تعالیٰ کی حاکمیت کا قدم قدم پر ظہور نہ ہو، محاکمِ عدلیہ کا پورا نظام کتاب وسنت پر مبنی نہ ہو۔ اس ملک کی قامت پر سوائے اسلام کی بقا کے اور کوئی چیز راس نہیں آسکتی۔ سوشلزم یا کمیونزم یا چینی ازم کے جو خواب آج ہمارے حکمران دیکھ رہے ہیں، وہ سب تباہی وبربادی کے خطرناک راستے ہیں، دین سے پہلے اس میں دنیا کی تباہی ہے۔ بارہا ''بینات'' کے صفحات میں ہم لکھتے رہے ہیں اور آج پھر صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اسلامی مدارس کو ختم کرنے کی اسکیم دراصل ملک کو ٹھیٹ لادینی ریاست میں تبدیل کرنے کا اشتراکی وقادیانی منصوبہ ہے جو اس ملک کے لئے تباہی وبربادی کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر رحم فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو صحیح فہم عطا فرمائے اور اس تباہ کن زندگی سے ہمیں نجات عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆

نسخہ جوہر زیتون
لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
ہمارا عزم فطرت سے قریب تر صحت مند زندگی
قیمت بمعہ ڈاک خرچ و بمعہ ڈاک کیمشن -/1500 روپے
صدق بیانی کی تمام حدود کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ
نسخہ جوہر زیتون کی ایک ہی خوراک انشاء اللہ ایک مرتبہ تو مریض گھنٹیا کو بستر مرگ سے اُٹھا دیتی ہے
فوائد جوہر زیتون
- جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری، جوڑوں پر سوجن، ورم ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: گنٹھیا، موہروں کا درد، سر درد، کمزوری ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: تمام جسمانی درد کو ختم کر کے یورک ایسڈ کو خارج کرتا ہے۔
جوہر زیتون: جوڑوں کے درد کا مکمل علاج
تمام نباتات خالق ارض وسماء کے ہی پیدا کردہ ہیں لیکن چند پودوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مقدس کلام میں فرمایا ہے اس طرح ان پودوں کے نام تا ابد کلام الٰہی میں محفوظ ہو گئے ہیں ان میں زیتون کا ذکر با کثرت ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے "قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا ہے" قرآن پاک میں زیتون کا لفظ اس کے نام کے ساتھ چھ مرتبہ آیا ہے۔
قائم شدہ 1950ء
شعبہ طب نبوی ﷺ دار الخدمت رجسٹریشن نمبر 1195
0308-7575668
0345-2366562
جوہر زیتون
بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے 24 گھنٹے ہیلپ لائن